کتاب نما

Searching for Solace [مفسرِ قرآن عبداللہ یوسف علی کی سوانح] ' ایم اے شریف۔

ناشر: اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ' فیصل مسجد' اسلام آباد۔ صفحات: ۳۱۴۔ قیمت: درج نہیں۔

عبداللہ یوسف علی' برعظیم کے ان قابل قدر افراد میں سے تھے جنھوں نے اسلام کا پیغام پھیلانے کے لیے ٹھوس بنیادوں پر کام کیا۔ ان کے کارنامۂ حیات سے آگاہی کے لیے یہ ایک قیمتی کتاب ہے جس میں فاضل محقق نے' عبداللہ یوسف علی کے لیے ہمدردانہ جذبات رکھنے کے باوجود' حقائق سے چشم پوشی یا بے جا تاویل و اِستدلال سے کام نہیں لیا۔

عبداللہ یوسف علی ۴ اپریل ۱۸۷۲ء کو سورت' (گجرات) کے داؤدی بوہرہ خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد' برطانوی پولیس کے سابق افسر تھے۔ عبداللہ یوسف علی نے انجمن اسلام' بمبئی کے اسکول کے بعد عیسائی مشنری ادارے ولسنز اسکول میں تعلیم پائی۔ پھر بمبئی یونی ورسٹی سے امتیازی پوزیشن کے ساتھ گریجوایشن کی' اور سینٹ جانز کالج' کیمبرج کے لیے وظیفہ پایا۔ ۱۸۹۴ء میں انھوں نے انڈین سول سروس کا امتحان پاس کیا۔ برطانوی سرکار کی یہ ملازمت ان کے علمی ذوق کی آبیاری میں رکاوٹ نہ بنی۔ انھوں نے تعلیم' تاریخ' ثقافت اور علوم دینیہ پر لکھنے کے لیے قلم اٹھایا اور بڑی کامیابی سے اپنے دائرۂ تحریر میں وسعت پیدا کی۔ اسی دوران برطانوی حکومت کے سفیر برائے ثقافتی امور کی حیثیت سے ترکی اور عرب دُنیا کا دورہ کیا۔

عبداللہ یوسف علی کی شخصیت پہلودار اور عجیب و غریب تھی--- ایک طرف وہ تاجِ برطانیہ کے نہایت وفادار تھے اور دوسری طرف انھی کے اقتدار میں مسلمانوں کی بھلائی اور فلاح کا خواب دیکھنے والوں میں سے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ: ''ترقی پسند اسلام' برطانوی استعمار کے قدم بہ قدم چل کر راستہ پا سکتا ہے'' (ص ۸۳)۔ انھوں نے ۱۹۲۴ء میں ڈاکٹر سیف الدین کچلو (پنجاب) کی 'جمعیت تنظیم' سے وابستگی اختیار کی' جو تشدد پسند ہندو تحریک سنگھٹن کی جارحانہ سرگرمیوں کا توڑ کرنے کے لیے وجود میں آئی تھی (ص ۷۷)۔ ایک مرحلے پر ریاست حیدرآباد دکن میں وزارت کا قلم دان سنبھالا' پھر اچانک اسے بھی چھوڑ کر چل دیے۔ کتاب

کے پانچویں باب ’جنیوا سے لاہور تک‘ (ص ۸۹-۱۱۸) میں بڑی تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ عبداللہ یوسف علی کن عزائم کے ساتھ اسلامیہ کالج لاہور سے وابستہ ہوئے اور کن حالات اور ارباب کالج کے متضاد رویوں کے باعث لاہور سے واپس گئے۔

کتاب کے ۱۰ ابواب، عبداللہ یوسف علی کے مزاج، رجحان طبع، افکار، مہم جویانہ ذوق اور علمی پیش رفت کی رنگا رنگ تصویریں پیش کرتے ہیں۔ فاضل ممدوح کا زندہ رہنے والا کارنامہ، قرآن عظیم کی انگریزی تفسیر و ترجمہ ہے۔ مصنف کے خیال میں وہ اس بات پر پختہ یقین رکھتے تھے کہ سائنسی تحقیق و تفتیش، اپنی سچائی تک پہنچنے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے، تاہم اس باب میں ان کا رویہ سرسید جیسے مجرد عقل پرست (crude rationalist) فرد جیسا نہیں تھا (ص ۱۷۹-۱۸۰)۔

اس تفسیر میں قرآنی متن کی تشریح کے لیے کئی مقامات پر تاویل و استدلال کا جو انداز اختیار کیا گیا ہے، وہ مسلمہ اسلامی تعلیمات اور فکر سے ٹکراتا ہے (مثال کے طور پر: فرشتے، جنت، جن، ڈارون کے نظریۂ ارتقا کی تائید وغیرہ)۔ عبداللہ یوسف علی کا اصل علمی ورثہ یہی تفسیر ہے، مگر زیر نظر کتاب میں اس پر سیر حاصل بحث نہیں کی گئی۔ اس وجہ سے ایک گونہ تشنگی محسوس ہوتی ہے۔ ضمیمہ نمبر ا میں مصنف نے نشان دہی کی ہے کہ اس انگریزی تفسیر کے کس کس ایڈیشن میں اصلاحات کی گئی ہیں۔ اب صورت یہ ہے کہ یوسف علی کا جو ترجمہ و تفسیر مارکیٹ میں موجود ہے، وہ مصنف کی رحلت کے بعد سے اب تک مختلف اصحاب کی اصلاح و تصحیح، کانٹ چھانٹ اور ترمیم و اضافہ شدہ شکل ہے۔ مگر افسوس اور تعجب یہ ہے کہ ترمیم و اضافہ کرنے والے افراد کے ناموں کو واضح نہیں کیا گیا۔ اس صورت واقعہ پر معروف اسلامی اسکالر ڈاکٹر محمد حمیداللہ کا یہ اعتراض بڑا وزنی ہے کہ: ”مصنف کی مرضی کے بغیر اس کے متن میں ترمیم و تغیر کا یہ عمل ایک خطرناک رجحان کو پروان چڑھائے گا۔ اس کے بجائے ہونا یہ چاہیے کہ مصنف کے متن کو جوں کا توں رہنے دیا جائے اور اتفاق و اختلاف کو فٹ نوٹ کے ذریعے واضح کیا جائے“ (ص ۲۲۷)۔ بہرحال ۱۹۳۴ء کے بعد سے اصلاحات اور ترامیم کے مسلسل عمل سے گزرنے والی یہ انگریزی تفسیر مقبولیت میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ انگریزی زبان و ادب پر عبداللہ یوسف علی کی گرفت اور اسلوب بیان کی نیرنگی نے اسے کلاسیک کا درجہ دے دیا ہے۔

اس معروف اسکالر کی عائلی زندگی تلخیوں سے عبارت تھی۔ چنانچہ لمبے عرصے تک تنہائی کا دکھ اٹھانے کے بعد وہ نہایت بے بسی و بے کسی اور کس مپرسی کے عالم میں، سینٹ اسٹیفن ہسپتال (برطانیہ) میں ۸۱ برس کی عمر میں ۱۰ دسمبر ۱۹۵۳ء کو انتقال کر گئے۔ ایم اے شریف کا پیرایۂ بیان بہت دل چسپ ہے اور انھوں نے اس تذکرے کو مصدقہ معلومات کے موتیوں سے سجایا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت پر ادارہ تحقیقات اسلامی کے